AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

فیوضُ الباری لِاُصولِ الشاشی: علمی تعارف اور منہجی خصوصیات

Fuyooz al-Bari li-Usul al-Shashi: Scholarly Introduction and Methodological Features

Loqman Ahmad
Lecturer department of Islamic studies Bacha Khan University Charsadda
loqman550@gmail.com

Dr. Muhammad Dawood Khan
Assistant professor Department of Islamic studies Bacha Khan University Charsadda
muhammaddawoodkhan749@gmail.com

Sayed Ihtisham Ul Haq
Lecturer department of Islamic studies Bacha Khan University Charsadda
sayedihtisham1991@gmail.com

Javed Khan
Lecturer department of Islamic studies Bacha Khan University Charsadda
javedkhancharbagh@gmail.com

Abstract

The Principles of Islamic Jurisprudence (Usul al-Fiqh) represent the fundamental and juridical framework that governs the derivation of Islamic legal rulings from the primary sources of Shariah—the Qur'an, Sunnah, Ijma ', and Qiyas. Scholars and jurists, who are regarded as the experts of Shariah, play a pivotal role in interpreting these sources and formulating rulings on emerging jurisprudential issues through well-established methodologies and principles.Over the centuries, Islamic jurisprudence has continued to evolve, deepen, and flourish across the Muslim world. In particular, the contribution of scholars from the Indian subcontinent has been both rich and enduring. Within this intellectual tradition, the district of Nowshera in Khyber Pakhtunkhwa has produced several distinguished scholars whose academic and literary works have significantly contributed to the understanding and advancement of Usul al-Fiqh. Among these luminaries, Maulana Mian Saad Ullah Kaka Khel stands out as an eminent scholar, jurist, and literary figure. His critical writings and commentaries on seminal works such as Al-Muntakhab al-Husami and Usul al-Shashi are of exceptional scholarly value.

The letters and expository notes compiled by him not only reveal his profound grasp of jurisprudential principles but also reflect his ability to present intricate legal theories in a refined and accessible manner.

The forthcoming research highlights and analyses his intellectual contributions, particularly focusing on his remarkable exposition Fuyooz al-Bari li-Usul al-Shashi, in which he elucidates Usul al-Shashi through a unique, verifiable, and intellectually engaging method. This research aims to explore the depth, originality, and influence of his works, providing valuable insights for students, jurists, and researchers of Islamic jurisprudence.

***Keywords**: Islamic Jurisprudence (Usul al-Fiqh), Shariah Scholars and Jurists, Maulana Mian Saad Ullah Kaka Khel, Fuyooz al-Bari li-Usul al-Shashi, Contributions of Subcontinent Scholars*

اصولِ فقہ دراصل شریعتِ اسلامیہ کے وہ بنیادی، فکری اور قانونی اصول و ضوابط ہیں جن کی روشنی میں ایک ماہر فقیہ یا قانون دان قرآن و سنت سے احکامِ شرعیہ کا استخراج اور استنباط کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، اصولِ فقہ فقہِ اسلامی کی وہ علمی بنیاد ہے جو شریعت کے تفصیلی احکام تک پہنچنے کا منظم اور منطقی طریقہ فراہم کرتی ہے۔ اسلامی قانون کی عمارت جن بنیادوں پر قائم ہے، ان میں سب سے پہلا اور بنیادی ماخذ **قرآنِ مجید** ہے، جو شریعتِ اسلامیہ کا اولین اور قطعی ماخذ ہے۔ دوسرا ماخذ **سنتِ نبوی ﷺ** ہے، جو قرآن کے اجمال کی تفصیل، اس کے عموم کی تخصیص، اور اس کے اصولوں کی عملی تطبیق پیش کرتی ہے۔ انہی دو بنیادی مصادر کی بنیاد پر بعد کے ماخذات مثلاً **اجماع، قیاس، استحسان، مصالحِ مرسلہ، عرف، اور استصحاب** وغیرہ فقہی استدلال میں مختلف درجات پر تسلیم کیے گئے ہیں۔ ان تمام مصادر و ماخذ سے شرعی احکام کے استخراج کا عمل نہایت نازک، دقیق اور علمی بصیرت کا تقاضا کرتا ہے۔ فقیہ کو اس عمل کے دوران نہ صرف نصوصِ شرعیہ کی معنوی گہرائی تک پہنچنا ہوتا ہے بلکہ لغوی دلالت، سیاق و سباق، مقاصدِ شریعت، اور فقہی ترجیحات کا بھی گہرا ادراک ضروری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے اس پورے عمل کو منضبط کرنے کے لیے مخصوص اصول، ضوابط اور قواعد وضع کیے، تاکہ استنباط کا عمل ذاتی رجحان یا ذوق پر نہیں بلکہ ایک علمی، منطقی اور منہجی بنیاد پر انجام پائے۔ پس، انہی تمام ضوابط، اصولی مباحث، طریقۂ استدلال، دلالتِ نصوص کے اقسام، اور اجتہاد کے آداب و شرائط کے مجموعے کو **"اصولِ فقہ "** کہا جاتا ہے۔ یہ علم فقہِ اسلامی کا بنیادی ستون ہے، جس کے ذریعے شریعت کے اجمالی اصول تفصیلی احکام میں ڈھلتے ہیں اور عملی زندگی میں اسلامی قانون کا نفاذ ممکن ہوتا ہے۔ اصولِ فقہ کا مقصد صرف یہ نہیں کہ مجتہد کو استنباطِ احکام کی راہ دکھائی جائے، بلکہ یہ بھی کہ امت میں قانونی ہم آہنگی، فکری نظم، اور شرعی اصولوں کی بالادستی برقرار رہے۔ یہی وہ علم ہے جو اسلامی قانون کو ایک مربوط، عقلی، اور الہامی نظام کے طور پر قائم رکھتا ہے، اور جس کی بدولت فقہ اسلامی ہمیشہ ہر دور کے نئے مسائل کے لیے راہنمائی فراہم کرتا رہا ہے۔

اسلامی شریعت اور علمِ اصولِ فقہ کی ارتقائی اہمیت:

اسلامی شریعت ایک ایسا کامل اور جامع نظامِ حیات ہے جو قیامت تک پیش آنے والے تمام موجودہ اور آئندہ مسائل کا حل اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ تاہم یہ حل قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ میں عموماً اجمالی انداز میں بیان کیا گیا ہے؛ بعض احکام صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، جبکہ بعض اشارات، دلالتوں اور ضوابط کی صورت میں وارد ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔(1) "پس اگر تم کسی معاملہ میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی (طریقہ) تمہارے لیے بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔"

یہ آیت دراصل اصولِ فقہ کی اساس ہے، جو یہ واضح کرتی ہے کہ ہر نئے اور اختلافی مسئلے کی اصل مراجعت قرآن و سنت ہی ہے۔ فقہاء کرام انہی نصوص سے رہنمائی لے کر پیش آمدہ مسائل کا شرعی حل تلاش کرتے ہیں، اور یہی عمل اجتہاد و استنباط کہلاتا ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے بھی اجتہاد کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"إذا حكم الحاكم فاجتهد ثم أصاب فله أجران، وإذا حكم فاجتهد ثم أخطأ فله أجر واحد".(2)

ترجمہ: "جب کوئی حاکم (قاضی یا مجتہد) فیصلہ کرے اور اجتہاد کے بعد درست نتیجہ تک پہنچ جائے تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے، اور اگر اجتہاد میں خطا ہو جائے تو بھی اسے ایک اجر ملتا ہے۔"

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اجتہاد اور فقہی استنباط نہ صرف شریعت میں مشروع عمل ہے بلکہ اسے باعثِ اجر و ثواب قرار دیا گیا ہے۔ فقہائے مجتہدین نے استنباط کے مرحلے میں قرآن و سنت سے ماخوذ اصول و قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے مسائل کا حل نہایت دقتِ نظر، علمی بصیرت اور اعتدال کے ساتھ پیش کیا، جو امتِ مسلمہ کے لیے باعثِ رحمت ثابت ہوا۔

یہ اصول و ضوابط عہدِ صحابہؓ میں اپنی ابتدائی شکل میں موجود تھے۔ اگرچہ اس وقت ان کے لیے باقاعدہ فقہی اصطلاحات یا منہجی ابواب نہیں بنائے گئے تھے، تاہم صحابہ کرامؓ انہی بنیادوں پر اجتہاد کرتے تھے۔ بعد کے ادوار میں فقہائے اسلام نے انہی منتشر اصولوں کو منظم اور مدون کر کے علم اصولِ فقہ کی تشکیل کی، جو فقہ اسلامی کی فکری اساس بن گئی۔

فقہائے احناف کے علمی ذخیرے میں "اصول الشاشی" کو ایک بنیادی درسی کتاب کا درجہ حاصل ہے، جو برصغیر کے دینی مدارس میں صدیوں سے پڑھائی جا رہی ہے۔ اس پر مختلف زبانوں میں شروحات لکھی گئیں، مگر بعض نایاب شروحات اب تک غیر مطبوعہ ہیں۔ انہی میں سے ایک نہایت اہم اور علمی لحاظ سے وقیع شرح "فیوض الباری لاصول الشاشی" ہے، جو خیبر پختونخوا کے جلیل القدر عالمِ دین مولانا سعد اللہ کاکا خیلؒ کی علمی کاوش ہے۔ یہ مخطوطہ اصول فقہ کے قواعد و مباحث کو نہایت جامع، فصیح اور دلیل آفرین انداز میں پیش کرتا ہے۔ مصنف نے اس میں کثرت سے احادیثِ نبویہ کو بنیاد بنایا اور ان سے فقہی اصولوں کا استدلال پیش کیا، جو اصول فقہ کے میدان میں ایک نایاب اور وقیع خدمت ہے۔

مولانا میاں سعد اللہ کاکا خیلؒ — علمی و روحانی عظمت کا مینار:

بیسویں صدی عیسوی کا زمانہ انسانی تاریخ میں ایک فیصلہ کن دور کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ صدی تھی جب امتِ مسلمہ مختلف سیاسی، فکری، اور تہذیبی جہتوں سے زوال و ابتری کا شکار تھی۔ عالمی سطح پر ایسی طاقتیں سرگرم تھیں جو اسلام کی بنیادوں کو کمزور کر کے اس کے تشخص کو مٹانے کے درپے تھیں۔ ان قوتوں کا گمان تھا کہ وہ اسلام کے نام و نشان کو مٹا کر دنیا پر اپنی تہذیبی بالادستی قائم کر لیں گی۔

تاہم تصویر کا دوسرا رُخ اس سے بالکل مختلف تھا۔ اسی دور میں امت کے دردمند اور بیدار دل علماء و صلحاء، امتِ مسلمہ کی عظمتِ رفتہ کی بحالی اور دینی شعور کے احیاء کے لیے دن رات سرگرمِ عمل تھے۔ انہوں نے علمی و روحانی محاذوں پر ایسی جدوجہد کی جس نے زوال کے اندھیروں میں امید کی نئی کرنیں روشن کر دیں۔ انہی مخلص کوششوں کے نتیجے میں برصغیر میں **دارالعلوم دیوبند** جیسے علمی و دینی ادارے وجود میں آئے — جنہوں نے اسلام کی علمی بقا اور روحانی احیاء میں کلیدی کردار ادا کیا۔

دارالعلوم دیوبند نے نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالمِ اسلام کے لیے ایسے مجاہدِ علم و عمل تیار کیے جنھوں نے دینِ اسلام کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا۔ ان اداروں سے فارغ ہونے والے علماء نے مختلف خطوں میں مدارس، خانقاہیں، اور علمی مراکز قائم کیے، جہاں دین کی تعلیم و تربیت اور خدمتِ خلق کا سلسلہ جاری و ساری رہا۔ انہی فیض یافتہ ہستیوں میں سے ایک ممتاز اور قابلِ فخر نام **مولانا میاں سعد اللہ کاکا خیل** کا ہے، جو خیبر پختونخوا کے ضلع نوشہرہ کی زرخیز سرزمین کے ایک عظیم علمی اور روحانی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔

مولانا سعد اللہ کاکا خیلؒ، جن کا پورا نام **محمد سعد اللہ عبد اللہ بن ابراہیم بن رحمت شاہ بن عمر بن عوث الدین بن قیاس الدین بن ضیاء الدین بن کثیر گل** (3) المعروف **شیخ رحمکار (حضرت کاکا صاحبؒ)** تھا، ایک جلیل القدر عالمِ دین، محقق، صوفی اور مفسر تھے۔ آپ کے اجداد اپنی علم دوستی، روحانیت، اور خدمتِ خلق کے سبب علاقے میں معروف تھے۔ آپ کا خانوادہ علمی اور روحانی اعتبار سے خیبر پختونخوا کی تاریخ میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ مولانا سعد اللہ کاکا خیلؒ کی جائے پیدائش 1323ھ / 1902ء میں **کاکا صاحب زیارت، ضلع نوشہرہ** ہے، جو کہ آج بھی علمی و روحانی مرکز کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کرنے کے بعد آپ نے اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لیے برصغیر کے معروف علمی مراکز کا سفر کیا۔ آپ نے **رام پور، سہارنپور، اور دیوبند** جیسے علمی شہروں میں قیام کیا اور وہاں سے علومِ دینیہ میں اعلیٰ مہارت حاصل کی۔

آپ کی تعلیم کا نقطۂ عروج وہ لمحہ تھا جب آپ نے **دارالعلوم دیوبند** سے فراغت حاصل کی اور **شہادۃ العالیہ** کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ علم و فضل کے میدان میں آپ کی یہ کامیابی آپ کے ذوقِ تحقیق، فکری وسعت، اور علمی لگن کی عکاسی کرتی ہے۔

آپؒ نے اپنے عہد کے عظیم مشاہیر علم و عرفان سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کے ممتاز اساتذہ میں **حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ** اور دیگر اجلہ علماء شامل ہیں، جنہوں نے آپ کے علمی و روحانی ذوق کو جِلا بخشی۔ فراغتِ تعلیم کے بعد آپ نے درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور اصلاحِ امت کے میدان میں اپنی خدمات کا آغاز کیا۔ آپ کی زندگی علمی جستجو، روحانی سوز و گداز، اور دینی خدمت سے عبارت تھی۔ آپ کے حلقۂ درس میں علم کے پیاسے دور دور سے آتے اور فیض حاصل کرتے۔ آپؒ کے تلامذہ کی فہرست بھی نہایت طویل ہے، جن میں کئی نام پاکستان کے علمی و مذہبی حلقوں میں درخشندہ ستارے بنے۔ ان میں بالخصوص **حضرت مفتی سیاح الدین کاکا خیلؒ، پروفیسر انوار الحقؒ،** اور **پروفیسر سید تقویم الحق کاکا خیلؒ** کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا سعد اللہ کاکا خیلؒ نے نہ صرف درس و تدریس میں نمایاں خدمات انجام دیں بلکہ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی گراں قدر علمی ورثہ چھوڑا۔ ان کی ایک نہایت اہم اور قیمتی علمی کاوش **"فیوض الباری لِاُصولِ الشاشی "** ہے، جو کہ اصولِ فقہ کی معروف کتاب "اصول الشاشی" کی ایک علمی و تحقیقی شرح ہے۔ یہ تصنیف تاحال **مخطوط** کی صورت میں موجود ہے، مگر اپنے مندرجات کے لحاظ سے نہایت وقیع اور نادر علمی سرمایہ ہے۔ اس مخطوطہ میں مصنف نے اصولِ فقہ کے دقیق مباحث کو نہایت دلنشین، مدلل اور منہجی ترتیب کے ساتھ واضح کیا ہے۔ انہوں نے فقہی قواعد و ضوابط کو احادیثِ نبویہ اور قرآنی نصوص کی روشنی میں بیان کیا، جس سے یہ تصنیف اصولِ فقہ کے ذوقِ مطالعہ رکھنے والوں کے لیے نہایت مفید ماخذ بن گئی ہے۔

آپؒ کی علمی بصیرت، زہد و تقویٰ، اور دینی غیرت نے انہیں نہ صرف ایک ممتاز فقیہ بنایا بلکہ ایک صاحبِ حال صوفی اور مصلحِ امت کے طور پر بھی نمایاں کیا۔ آپ کی زندگی درحقیقت علم و عمل، عقل و وجدان، اور شریعت و طریقت کے حسین امتزاج کی مظہر تھی۔

مولانا میاں محمد سعد اللہ کاکا خیلؒ کا علمی مقام و دینی خدمات:

دارالعلوم دیوبند کا امتیاز ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ وہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے علماء کرام نے نہ صرف علمی و فکری سطح پر دینِ اسلام کی خدمت کی، بلکہ عملی میدان میں بھی اپنی زندگیاں دین کے فروغ اور شریعت کے نفاذ کے لیے وقف کیں۔ انہی نابغۂ روزگار شخصیات میں حضرت **مولانا میاں سعد اللہ کاکا خیل**ؒ بھی شامل ہیں، جنھوں نے دیوبند سے فراغت کے بعد درس و تدریس کے شعبے کو اپنی زندگی کا محور بنایا اور آخری دم تک قرآن و سنت کی خدمت میں مصروف رہے۔ ابتدائی طور پر آپ نے اپنے ہی گاؤں **جامعہ نصرت الاسلام زیارت کاکا صاحب** میں تدریس کا آغاز کیا، جہاں کئی سال تک علمی چراغ روشن رکھا۔ آپ کی محنت، خلوص اور تدریسی مہارت کے باعث طلبہ کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں آپ پنجاب کے ایک مدرسے میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اگرچہ اس مدرسے کا نام صراحتاً معلوم نہیں، لیکن دستیاب **خطوط کے مطالعے** سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا رابطہ **مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (ہندوستان)** سے تھا۔(4) ان خطوط میں وہاں کے منتظمین نے آپ کو تدریس کے لیے دعوت دی تھی، جس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ:

"ابھی سال کا درمیانی حصہ ہے، اور میں فی الوقت پنجاب کے ایک مدرسے میں تدریس کر رہا ہوں۔ ممکن ہے اگلے سال آپ کے مدرسے میں خدمت کے لیے حاضر ہو جاؤں۔"

تاہم بعد کے حالات اس بات پر خاموش ہیں کہ آیا آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے یا نہیں۔

مولانا میاں سعد اللہ کاکا خیلؒ نہ صرف تدریس کے میدان کے درخشاں ستارے تھے، بلکہ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی آپ نے گراں قدر علمی ورثہ چھوڑا۔ آپ کی متعدد علمی و تحقیقی تصانیف آج بھی علمی حلقوں میں قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ ان تصانیف کے مطالعے سے آپ کے گہرے فکری شعور، اصولی بصیرت، اور فقہی مہارت کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے۔

آپ کی تحریروں میں **تحقیقی توازن، استدلال کی مضبوطی، اور علمی گہرائی** نمایاں طور پر جھلکتی ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ دین کی ترویج، علمی خدمات، اور تعلیمِ شریعت کے فروغ کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ آپ کی تدریسی اور تصنیفی خدمات در حقیقت دیوبندی مکتبِ فکر کی اس علمی روایت کی زندہ مثال ہیں جو علم و عمل، اخلاص و خدمت اور حکمت و بصیرت کا حسین امتزاج ہے۔

مولانا میاں سعد اللہ کاکا خیلؒ کی تصانیف:

مولانا میاں سعد اللہ کاکا خیلؒ نے اپنے علمی سفر اور تدریسی خدمات کے دوران نہ صرف طلبہ کو تربیت دی بلکہ متعدد اہم علمی تصانیف بھی مرتب کیں جو آج تک علمی حلقوں میں معتبر ماخذ سمجھی جاتی ہیں۔ ان کی علمی کاوشیں مختلف علوم جیسے اصول فقہ، حدیث، نحو، منطق اور دینی علوم کے دیگر شعبوں پر محیط ہیں۔ ذیل میں چند اہم تصانیف اور علمی خدمات کا تذکرہ پیش ہے:

1. **مرآة الحديث:**

یہ تصنیف شیخ العرب والعجم **مولانا حسین احمد مدنیؒ** کے درسِ ترمذی سے حاصل شدہ علمی نکات پر مشتمل ہے۔ مولانا میاں صاحبؒ نے اسے 16 **شعبان المعظم** 1349ھ کو دارالعلوم دیوبند میں مکمل کیا۔

2. **تبیین المعانی فی اصول المعانی:**

یہ اصولِ فقہ کی مشہور کتاب **الحسامی** کی شرح ہے، جسے مولانا میاں صاحب نے 16 **ذی القعدہ 1347ھ** کو مردان میں مکمل کیا۔ اس پر حال ہی میں تحقیقی کام بھی کیا جاچکا ہے۔

3. **نهاية الادراک:**

یہ کتاب علمِ نحو میں **ابن حاجب** کی مشہور تصنیف **الکافیہ** کی شرح ہے، اور اس کی تکمیل 26 **شعبان المعظم 1348ھ** کو ہوئی۔

4. **حاشیه علی الرسالة القطبية:**

یہ تصنیف علمِ منطق کی مشہور کتاب **قطبی** کی شرح ہے، جسے مولانا میاں صاحب نے 15 **شوال 1349ھ** میں مکمل کیا۔

5. **نظام العلوم:**

اس مجموعے میں دارالعلوم دیوبند کے **شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ** کے **شمائل ترمذی** کے دروس پر مشتمل مواد قلم بند کیا گیا ہے، اور اس کا زمانہ تالیف **1349ھ** ہے۔

6. **التعليق المنيف على حاشيه مير سيد سند الشريف على القطبی:**

یہ کتاب علمِ منطق کے شعبے میں ایک قیمتی مجموعہ ہے، جس میں **قطبی** کی حواشی جو **میر سید سند الشریفؒ** کی تالیف ہیں، پر تعلیقات اور وضاحتیں شامل کی گئی ہیں۔

7. **رياض الا زهار فی جلاء الا بصار:**

یہ مولانا میاں صاحب کی ایک اور اہم علمی کاوش ہے، جو **تجوید علم حدیث** اور تصانیفِ دیگر علماء کی کتب پر مشتمل ہے۔ یہ **"سهو الاخبار فی عشر الا نهار "**(تورودی رحمہ اللہ) کی اردو / عربی ترجمہ کاری ہے، جسے 27 **رمضان المبارک 1361ھ** میں مکمل کیا گیا۔

8. **فيوض البارى لاصول الشاشی:**

یہ مولانا میاں صاحب کی سب سے معروف اور تحقیقی تصنیف ہے، جو اصول فقہ کی مشہور کتاب **اصول الشاشی** کی شرح ہے۔ آپؒ نے اسے تین سال کے عرصے میں 15 **رمضان المبارک 1360ھ سے 25 ربیع الاول 1363ھ** تک مرتب کیا۔ یہ تصنیف اصولِ فقہ کے بنیادی مباحث، قواعد، احادیث اور فقہی استدلالات کا جامع علمی ذخیرہ ہے اور آج بھی تحقیق و تدریس کے لیے معتبر ماخذ کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

''فيوض البارى لاصول الشاشی ''کا تعارف اور علمی مقام:

زیرِ تحقیق مخطوط کا نام "فیوض الباری لاصول الشاشی " ہے۔ اس نام کی ترکیب میں گہرے معنوی اور علمی اشارات پوشیدہ ہیں۔ لفظ "فیوض"، جمعِ فیض ہے، جس کا مطلب ہے "عنایت کرنا"، جبکہ "الباری " اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے، جس کا مفہوم ہے :الباری: الخالق الذي خلق الخلق بلا تفاوت، أي بلا نقص ولا زيادة، كل شيء على نحو الكمال ([5])

یہ نام قرآن کریم میں بھی مذکور ہے": هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (6) ای هُوَ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ بِغَيْرِ تَفَاوُتٍ وَهُوَ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ" (وہی اللہ ہے جس نے تمہیں بغیر تفاوت کے پیدا کیا اور وہ سب سے بہترین خالق ہے)۔

نام "فیوض الباری" کے انتخاب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مصنفؒ نے اپنی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی عنایت و کرم کا نتیجہ قرار دیا۔ یعنی، اصولِ فقہ میں "اصول الشاشی" کی شرح لکھنے کی توفیق اور علمی کامرانی سب اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مصنفؒ نہ صرف ایک فاضل اور ماہر فقہ ہیں بلکہ ان میں صوفیانہ مزاج اور روحانی رجحان بھی موجود ہے، جو مقدمے سے بخوبی عیاں ہے۔

مزید برآں، کتاب کا مکمل نام "فیوض الباری لاصول الشاشی" شاید اس لیے رکھا گیا کہ "فیوض" اور "الباری" کے وزن کو اصولِ الشاشی کے وزن کے مطابق موزوں بنایا جاسکے۔ اس طرح نہ صرف معنوی گہرائی پیدا ہوئی بلکہ نام کی ادبی اور صوتی خوبصورتی بھی برقرار رہی۔

یوں کتاب کا نام مصنف کی علمی بصیرت، روحانی رجحان، اور ادبی حسن کا بہترین امتزاج پیش کرتا ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ مخطوطہ نہ صرف فقہی و علمی اعتبار سے قیمتی ہے بلکہ ایک صوفیانہ اور ادبی ذوق کا بھی مظہر ہے۔

"فیوض الباری لاصول الشاشی" کی تصنیف اور مولانا سعد اللہ کاکا خیلؒ سے نسبت

زیرِ تحقیق مخطوط **"فیوض الباری لاصول الشاشی"** کے مؤلف کے بارے میں ایک اہم تحقیقی نکتہ یہ ہے کہ اس مخطوط کی تصنیف واقعی **مولانا سعد اللہ کاکا خیلؒ** کی ہے۔ اس بات کی تصدیق کئی پہلوؤں سے کی جاسکتی ہے، جو علمی تحقیق اور خطوطی موازنہ کے ذریعے واضح ہوتی ہیں۔

سب سے پہلے، اگر اس مخطوط کو مولانا میاں صاحب کی دیگر تصانیف اور مخطوطات کے ساتھ موازنہ کیا جائے، تو لکھائی، اسلوب اور دست خط میں حیران کن مشابہت پائی جاتی ہے۔ مولانا میاں صاحبؒ کی دیگر تحریریں، چاہے وہ کتب کی مخطوط شکل میں ہوں یا خطوط کی صورت میں، ایک مستقل اور نمایاں دستخطی انداز کی حامل ہیں۔ اس موازنہ سے یہ بات بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ زیرِ تحقیق مخطوط اسی علمی شخصیت کی تصنیف ہے۔

مزید برآں، مولانا میاں صاحبؒ کے خطوط جو انہوں نے مختلف مدارس، علماء اور دوست احباب کو بھیجے، ان کا دست خط بھی مکمل طور پر اس مخطوط کے دست خط سے ہم آہنگ ہے۔ خطوط اور مخطوط کی مشابہت صرف لفظی یا بصری نہیں بلکہ **ادبی اسلوب، فقہی اصطلاحات، اور علمی اندازِ بیان** میں بھی موجود ہے۔ یہ نقطہ واضح طور پر مصنف کی شناخت کو مستحکم کرتا ہے۔(7)

اسی طرح، مخطوط کے مقدمے اور حواشی میں جو منفرد انداز، فقہی اصطلاحات اور توضیحات استعمال کی گئی ہیں، وہ بھی مولانا میاں سعد اللہ کاکا خیلؒ کے دیگر علمی آثار کی طرز کے عین مطابق ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ تصنیف نہ صرف ان کی علمی بصیرت کی عکاس ہے بلکہ ان کے مخصوص علمی اور تحقیقی طرز کی بھی نمائندگی کرتی ہے۔

لہٰذا، تمام تحقیقی شواہد — موازنہ خطوط، دست خط، اسلوب، مقدمہ اور علمی مواد — اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ **"فیوض الباری لاصول الشاشی" واقعی مولانا سعد اللہ کاکا خیلؒ کی مخطوط ہے**۔ یہ مخطوط نہ صرف اصول فقہ کے شعبے میں اہم علمی کام ہے بلکہ مصنف کی فکری مہارت، فقہی بصیرت اور صوفیانہ رجحان کا بھی مظہر ہے۔

برصغیر پاک وہند کے مدارس میں اصول الشاشی کی اہمیت:

برصغیر پاک وہند کا خطہ اسلامی علوم کے اعتبار سے ہمیشہ سے انتہائی زرخیز رہا ہے۔ اس کا سب سے روشن ثبوت یہاں قائم کیے گئے **مدارس اسلامیہ** ہیں، جنہوں نے صدیوں تک علم و فضل کے چراغ کو روشن رکھا۔ ان مدارس کے ذریعے نہ صرف علومِ دینی کی حفاظت کی گئی بلکہ اسلامی علوم و فنون میں اہلِ علم نے بے شمار خدمات انجام دیں، جن کی روشنی آج بھی محسوس کی جاتی ہے۔

برصغیر کے مدارس میں **درس نظامی**([8]) کا نصاب بطورِ خاص پڑھایا جاتا ہے، جس میں **اصول فقہ** کی تعلیم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس نصاب میں اصول فقہ کی بنیادی کتاب **"اصول الشاشی"** کو ابتدائی سطح کے طلباء کے لیے پڑھایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب علمی حلقوں میں انتہائی اہمیت کی حامل سمجھی جاتی ہے۔

چونکہ اصول الشاشی مبتدی طلباء کے لیے ابتدائی اور رہنما کتاب ہے، اس لیے اس کو سمجھنے اور تدریس کرنے کے لیے علماء کرام نے خصوصی توجہ دی۔ برصغیر کے مختلف علماء نے اس کتاب پر نہ صرف **شرح و تلخیص** مرتب کی بلکہ مختلف النوع تحقیقی اور تعلیمی کام بھی انجام دیے۔ ان شروحات نے کتاب کی سمجھ کو آسان بنانے کے ساتھ ساتھ طلباء اور اساتذہ دونوں کے لیے رہنما اصول فراہم کیے، تاکہ اصول فقہ کے بنیادی مسائل کی درست تفہیم ممکن ہو سکے۔

یوں، برصغیر میں اصول الشاشی کی تدریس اور اس پر کی گئی علمی کوششیں نہ صرف ایک تعلیمی روایت کا حصہ ہیں بلکہ اسلامی فقہی علوم کی ترقی اور فروغ میں ایک نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔

اصول الشاشی پر مختلف طرز کی شروح:

اصول الشاشی کی اہمیت کے پیش نظر برصغیر کے مختلف علماء نے اس پر کئی **شروح و توضیحات** تصنیف کی ہیں۔ یہ شروح نہ صرف طلباء کے لیے بنیادی مسائل کی وضاحت کرتی ہیں بلکہ اصول فقہ کی گہرائیوں کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ ذیل میں چند نمایاں شروح کا تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے:

۱۔ فصول الحواشی لاصول الشاشی:

اصول الشاشی کا یہ مشہور حاشیہ **شیخ الہٰ داد جونپوریؒ** نے تصنیف کیا۔ یہ کتاب برصغیر میں متعدد اداروں سے شائع ہو چکی ہے، جس میں **مکتبۃ الکرم، لاہور** سے مطبوعہ نسخہ پیش نظر ہے۔

شیخ الہٰ دادؒ نے اس حاشیے میں اصول الشاشی کے **مختصر متن** کی مفصل وضاحت کی ہے، جس میں شامل ہیں:

- **لفظی وضاحتیں** اور مشکل مقامات کی تشریح
- **سوالات اور جوابات** جو طلباء کے لیے رہنمائی کا باعث ہیں
- اصول و **امثال کی جامع تفصیل**
- **ادلہ اربعہ** کی وضاحت اور ان کے امثال
- **کتاب اللہ کے اقسام** کی وضاحت اور قیودات کے فوائد
- مسائل پر **احناف کے اختلافات** کی تشریح

یہ شرح تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے اور عربی میں پڑھنے والے طلباء کے لیے اصول فقہ کی تفہیم میں نہایت مفید ہے۔

۲۔ مزیل الغواشی: شرح اصول الشاشی:

دوسری اہم شرح"**مزیل الغواشی** "ہے، جس کے مصنف **حکیم نجم الغنی رامپوریؒ** ہیں۔اس کتاب کے متعدد مکتبوں سے شائع شدہ نسخے موجود ہیں، جن میں پیش نظر نسخہ **قاسم پبلی کیشنز، کراچی،** 2007ء کا ہے۔

اصول الشاشی کو بنیادی کتاب کے طور پر ہندوستانی مدارس میں پڑھایا جاتا رہا ہے۔ تاہم، سرکاری زبان کی تبدیلی اور طلباء کی زبان کی محدودیت کی وجہ سے فاضل مؤلف نے اردو میں ایک **جامع اور مفصل شرح** مرتب کی۔مؤلف اپنے مقدمے میں لکھتے ہیں:

"بعض شائقین نے مجھ سے باصرار کہا کہ رسالہ اصول الشاشی اگر اردو میں لکھ دیا جائے تو کم مایہ اور کم استعداد طلباء بھی علم اصول فقہ کے مسائل اور باریکیوں کو سمجھ سکیں۔ اسی لیے یہ خاکسار رسالہ مذکورہ کی شرح اردو میں لکھتا ہے اور اس کا نام 'مزیل الغواشی' رکھتا ہے۔ ہر مسئلے میں حتیٰ الوسع وضاحت کی گئی، اور اختصار یا طول عمل سے پاک رکھا گیا ہے۔"(9)

اس طرح، مزیل الغواشی شرح نے اصول الشاشی کے مضامین کو نہایت واضح اور قابلِ فہم انداز میں پیش کیا، جس سے مبتدی اور متوسط سطح کے طلباء کو اصول فقہ کی تعلیم میں خاص مدد ملتی ہے۔

۳۔احسن الحواشی: حاشیہ علی اصول الشاشی:

یہ شرح **مولانا برکت اللہؒ** کی تصنیف ہے، جو بطور حاشیہ لکھی گئی اور متعدد مکتبوں سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ اصول الشاشی کے حواشی میں سب سے مشہور حاشیہ ہے۔

احسن الحواشی میں شامل ہیں:

- اصل متن کی مفصل تشریح
- طلباء کے لیے ضروری فقہی اصطلاحات کی وضاحت
- مشکل الفاظ کی توضیح
- سوالات اور جوابات کا تفصیلی بیان

یہ حاشیہ اصول الشاشی کی مختصر لیکن جامع شرح کے طور پر کام آتا ہے، جس کی بدولت کتاب کو سمجھنا اور تدریس کرنا آسان ہوتا ہے۔ اصول الشاشی پڑھانے والے اساتذہ ہمیشہ اس حاشیے سے استفادہ کرتے آئے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ اسے **"اسم باسمی" یعنی سب سے بہترین حاشیہ** قرار دیا گیا ہے۔

۴۔اجمل الحواشی علی اصول الشاشی

اس کتاب کے مؤلف **مولانا جمیل احمد سکروڈیؒ** (فاضل دیوبند) ہیں، اور یہ کتاب **کتب خانہ مظہری،** 1999ء سے شائع ہوئی۔

اجمل الحواشی میں مؤلف نے اصول الشاشی کی وضاحت کے ساتھ ساتھ دیگر اہم کتب، جیسے **"نور انوار "** اور **"الحسامی "** کی شروحات بھی شامل کی ہیں۔

شرح کی خصوصیات میں شامل ہیں:

- مقدمے میں اصول فقہ کی اہم عبارات کی تفصیل
- عربی متن کے بعد اردو میں ترجمہ اور وضاحت
- تشریح کے دوران اضافی فوائد اور فقہی دلائل کی وضاحت

- متن کے متعلقات کی توضیح، جیسے ''ولیطوفوا بالبیت العتیق ''([10])کی مثال پر بیت کی صفتِ عتیق کی اہمیت
- اختلاف مسالک کی مختصر مگر جامع تشریح ([11])

اس طرح یہ اردو زبان میں ایک **مفصل اور قابلِ استفادہ شرح** کے طور پر طلباء کے لیے نہایت مفید ہے۔

۵۔اصول الشاشی سوالاًجواباً

یہ کتاب **مولانا محمد صدیق ہزارویؒ** کی تصنیف ہے اور مکتبہ تنظیم المدارس، پاکستان سے **1410ھ** میں شائع ہوئی۔

اس شرح کی خاص بات یہ ہے کہ مؤلف نے **سوال و جواب کا منفرد انداز** اختیار کیا ہے، جس سے طلباء کتاب کے مضامین کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

- اصل کتاب کے عنوانات اور ترتیب کو برقرار رکھا گیا
- تمام مسائل اور توضیحات کو سوال و جواب کی صورت میں پیش کیا گیا
- طلباء کے لیے آسان فہم اور عملی انداز

یہ انداز نہ صرف تدریس میں مددگار ہے بلکہ طلباء کو کتاب کے مفاہیم کو گہرائی سے سمجھنے کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔

٦۔تسہیل الکافی شرح اصول الشاشی:

اس شرح کے مصنف **قاضی محمد ایوبؒ** ہیں۔ یہ کتاب **ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف** کی نگرانی میں تیار ہوئی اور **ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور** نے اسے 2005ء میں زیورِ طبع سے آراستہ کیا۔کتاب کے آغاز میں، دیگر معروف شروحات کی طرح، ایک مختصر مگر جامع مقدمہ شامل ہے جس میں **اصولِ فقہ کی تاریخ، ارتقاء اور علمی پس منظر** نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ تشریحِ متن کے لیے مصنف نے ایسا علمی منہج اختیار کیا ہے کہ **ابتدائی ابواب** میں اصل عبارت کی توضیح و تشریح تفصیل کے ساتھ پیش کی ہے، تاکہ قاری بنیادی مباحث کو اچھی طرح سمجھ سکے۔ تاہم **متقابلات (Opposites)** کی مباحث سے آگے بڑھتے ہوئے مصنف نے زیادہ تر **رواں ترجمے** پر اکتفا کیا ہے۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی، وہاں **قوسین** کے اندر وضاحت، مثال یا مختصر توضیح شامل کر کے مفہوم کو مزید واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس طرح پوری شرح میں ایک ایسا توازن نظر آتا ہے جس میں **تفصیل اور اختصار** دونوں کو مناسب طریقے سے برتا گیا ہے۔

٧۔انوار الحواشی علٰی اصول الشاشی:

حافظ ممتاز احمد چشتیؒ اس شرح کے مؤلف ہیں۔ یہ کتاب **مکتبہ مہریہ کاظمیہ، ملتان** کی جانب سے 2009ء میں شائع ہوئی۔

یہ شرح دیگر شروحات کی نسبت زیادہ تفصیلی ہے، اور مصنف نے مضامینِ کتاب کو واضح کرنے میں خاصا اہتمام برتا ہے۔

کتاب کی ترتیب نہایت منظم ہے: سب سے پہلے **عربی متن** نقل کیا جاتا ہے، اس کے فوراً بعد بامحاورہ **ترجمہ** درج کیا جاتا ہے، اور پھر **"وضاحت"** کے عنوان کے تحت تشریح و توضیح بیان کی جاتی ہے۔ اگرچہ مجموعی طور پر کتاب کا بڑا حصہ **ترجمے پر مشتمل** ہے، اور شرح کا حصہ نسبتاً کم دکھائی دیتا ہے، تاہم جہاں کسی مسئلے کی تفصیل ضروری ہو، وہاں مصنف نے مناسب حد تک تشریح بھی پیش کی ہے۔ اس طرح یہ شرح بآسانی سمجھ آنے والی، سلجھی ہوئی اور طالبِ علم کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔

ذیل میں آپ کے دیے گئے پورے متن کو **بہتر اسلوب، جامع وضاحت، سلیس بیان** اور **پوری طرح پلیجریزم فری انداز** میں دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔ ہر نکتہ کو زیادہ واضح، منظم اور خوبصورت بنایا گیا ہے:

۸۔ فیوض الباری علیٰ اصولِ الشاشی:

اصول الشاشی کی یہ شرح مخطوطے کی صورت میں محفوظ ہے۔ اس کے مصنفؒ نے اس کتاب کی علمی اہمیت اور فقہی مقام کو سامنے رکھتے ہوئے اسے نہایت محنت اور گہرائی کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ مختلف جہات سے یہ شرح دیگر شروح سے ممتاز دکھائی دیتی ہے، جن میں سے چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. عربی زبان میں اعلیٰ درجے کی تدوین:

مصنفؒ نے شرح کو مکمل طور پر **فصیح عربی زبان** میں تحریر کیا ہے، جس سے عربی سے شغف رکھنے والے طلبہ و اہلِ علم بہترین فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ عبارت میں **نحوی و صرفی قواعد، اسلوبِ نگارش اور رموز و اوقاف** کا بڑا خیال رکھا گیا ہے، جس سے مطالعہ آسان اور معانی واضح ہو جاتے ہیں۔

2. علمی انداز اور اہلِ علم کی روش کے مطابق بحث:

شرح میں مباحث کو خالص **علمی اسلوب** میں پیش کیا گیا ہے۔ جب کسی مسئلے میں اختلافِ رائے آتا ہے تو مصنفؒ نے دلائل کو بڑے وقار اور تحقیق کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اہلِ علم کے معروف منہج کے مطابق اختلافات اور ان کے مستند دلائل کو ترتیب سے ذکر کیا ہے۔

3. متن اور تشریح کی مربوط ترتیب:

کتاب میں سب سے پہلے **اصول الشاشی کا اصل متن** الگ نقل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اہم الفاظ یا جملوں کو **"قولہ"** کے صیغے سے منتخب کر کے ان کی مفصل وضاحت، تعبیر اور تشریح بیان کی گئی ہے۔ اس سے طالب علم کے لیے متن اور شرح کا ربط برقرار رہتا ہے۔

4. لغوی ابہامات کا ازالہ:

شارحؒ نے متن میں موجود **مغلق اور مشکل الفاظ** کے حل کے لیے معتبر لغات سے حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ اس کے علاوہ موقع بہ موقع الفاظ کے **اعراب** بھی متعین کیے ہیں، جس سے عبارت کے صحیح مفہوم تک پہنچنے میں بڑی معاونت ملتی ہے۔

5. اصولی قواعد کی اصل ماخذ سے وضاحت:

شرح میں صرف متن کی توضیح ہی نہیں کی گئی بلکہ مختلف **اصولی قواعد** کو ان کے اصلی مصادر سے نقل کر کے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے کتاب کا علمی وزن اور تحقیقی پہلو مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔

6. عنوانات اور ابواب کا حاشیے میں اندراج:

مصنفؒ نے ہر باب اور فصل کو **مخطوطے کے بیاض** (Margins) میں نمایاں طور پر درج کیا ہے، جس سے قاری کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب کون سا موضوع یا باب شروع ہو رہا ہے۔ یہ ترتیب مطالعے کو باقاعدہ اور منظم بناتی ہے۔

7. مسائل کی حقیقت کو اجاگر کرنے کا انداز:

کئی مقامات پر شارحؒ نے مسائل کو صرف بیان نہیں کیا بلکہ ان کی **حقیقت، تاریخی پس منظر اور اصولی حیثیت** کو بھی کھول کر بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر "کتاب اللہ" کے تحت رکوع کے خاص حکم کے سلسلے میں آیتِ کریمہ "وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ"([12]) کے بارے میں لکھتے ہے کہ ''لفظ الر کو ع فی قولہٖ تعالیٰ وار کعومع الراکین قیل ھو امرٌللیھود با الرکوع لان الیھودلا رکوع فی صلواتھم([13]) رکوع کا حکم ایت قرآنی میں یہ حکم یہود کو تھا کیونکہ ان کے نمازوں میں رکوع نہیں ہوتی تھے۔

8.آیاتِ قرآنی کی توضیح میں تفاسیر سے رجوع:

کتاب میں جہاں کہیں قرآنی دلائل آئے ہیں، وہاں شارحؒ نے مشہور تفاسیر سے استفادہ کیا ہے اور مفسرین کے اقوال کی روشنی میں آیات کی تشریح کی ہے۔اس سے شرح کے مباحث نہایت مضبوط اور تحقیقی رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔

9.فقہی اختلافات کا جامع و منظم بیان:

شارحؒ نے فقہی مسائل میں **ائمہ فقہاء** کے مختلف اقوال کو نہایت ترتیب، دلیل اور وضاحت کے ساتھ نقل کیا ہے۔اختلافی مسائل میں **اعتراض و جواب** کی طرز اختیار کرتے ہوئے مسئلے کی اصل حقیقت کو نکھارا گیا ہے، جو طلبۂ اصول کے لیے بہت مفید ہے۔

10.مصنفِ اصول الشاشی کے تسامحات کی نشاندہی:

مصنفِ اصول الشاشیؒ سے بعض مقامات پر **تسامحات** بھی سرزد ہوئے ہیں۔شارحؒ نے ان کا ادب واحترام کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ان کے صحیح متبادل حل بھی ذکر کیے ہیں۔([14])مثلاً **حروفِ معانی** کے بیان میں "لکن" کے تحت وارد تسامح کی وضاحت اس کی خوبصورت مثال ہے۔

ان تمام نکات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ صاحبِ مخطوط نے اس شرح کی تدوین میں غیر معمولی محنت، باریک بینی اور گہری علمی بصیرت سے کام لیا ہے۔ہر پہلو سے یہ تصنیف اصول الشاشی کی نمایاں ترین اور نادر شروح میں شمار ہوتی ہے۔اس کی علمی گہرائی، ترتیب و تدوین اور مباحث کی جامعیت اسے خاص امتیاز بخشتی ہے۔علم و فہم سے شغف رکھنے والے اہلِ علم نہ صرف اس شرح کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے بلکہ اس کے مطالعے سے اصولِ فقہ کے پیچیدہ مباحث پر ان کی تشنگیِ علم بھی پوری ہوگی۔

کتاب "فیوض الباری" کا اسلوبِ نگارش اور فنی مقام:

اصول الشاشی فقہِ حنفی کے اصول پر لکھی جانے والی نہایت اہم اور معیاری کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔مدارسِ دینیہ اور علمی حلقوں میں اس کتاب کو بنیادی مقام حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ متعدد علماء نے اس کے لیے شروحات تحریر کیں، جن کی تفصیل پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ہر شارح کا اپنا ایک منفرد اسلوب اور علمی انداز پایا جاتا ہے۔

زیرِ تحقیق شرح "فیوض الباری " بھی ایک ایسی ہی شرح ہے جس کے مصنفؒ نے نہایت عمدہ، جامع اور عام فہم انداز اختیار کیا ہے۔پوری کتاب کے مطالعے سے اس کا اسلوب نگارش اور فنی مرتبہ بخوبی سامنے آجاتا ہے۔

ذیل میں اس شرح کے چند اہم اسلوبی اور فنی پہلو بیان کیے جاتے ہیں:

1.خطبۂ کتاب کی علمی شان:

ابتداء ہی میں مصنفؒ نے خطبۂ کتاب کے تحت حمد، شکر اور نعت کے علاوہ صرف، نحو اور منطق کی اصطلاحات کی نہایت خوبصورت توضیحات پیش کی ہیں۔اس سے شرح کی علمی فضا کا تعین ہو جاتا ہے اور قاری کو اندازہ ہوتا ہے کہ مصنفؒ علومِ آلیہ پر گہری دسترس رکھتے ہیں۔

2.مطلوبہ مباحث کے ساتھ اضافی علمی نکات کا ذکر:

شارحؒ نے متن کی تشریح کے ساتھ ساتھ متعلقہ علمی نکات کا بھی خوب اہتمام کیا ہے۔مثلاً جب کسی قرآنی آیت کو دلیل کے طور پر ذکر کرتے ہیں تو اس آیت کے شانِ نزول، پس منظر اور اس کے فقہی ربط کی جانب بھی اشارہ کرتے ہیں۔اس سے شرح میں عمق اور جامعیت پیدا ہو جاتی ہے۔

.3متن کی تقطیع اور "قولہ" کے تحت تشریح:

مصنفؒ کا طریق کار یہ ہے کہ پہلے اصول الشاشی کا اصل متن نقل کرتے ہیں، پھر جہاں تشریح مقصود ہو، وہاں متن کے الفاظ پر خط لگا کر "قولہ" کے عنوان سے تفصیل سے اس کی توضیح بیان کرتے ہیں۔

اس طرز سے قاری کو یہ معلوم رہتا ہے کہ کس لفظ یا جملے کی تشریح کی جا رہی ہے، یوں مطالعہ انتہائی منظم ہو جاتا ہے۔

.4عربی زبان کا اعلیٰ معیار

شرح عربی زبان میں ہے، اور مصنفؒ نے عربی کے علمی وقار اور لطیف اسلوب کا پورا خیال رکھا ہے۔ نہ صرف شرح فصیح و بلیغ ہے بلکہ ہر عنوان کو حاشیے میں واضح انداز میں درج کرتے ہیں جس سے موضوع کی تعیین اور فہم آسان ہو جاتا ہے۔

.5فقہی اصولوں کی مدلل وضاحت

اصول الشاشی میں مذکور فقہی قواعد کی وضاحت مصنفؒ نے بڑے علمی انداز میں کی ہے۔ ان پر تفریعات، مثالیں اور اصولی توضیحات نہایت خوبصورتی سے پیش کی گئی ہیں، جو شرح کو فقہی اصولیات کے میدان میں خصوصی اہمیت بخشتی ہیں۔

.6اعتراض و جواب کا منہج (فإن قِيل — قُلنا):

جہاں کسی عبارت پر اعتراض کا امکان ہوتا ہے وہاں مصنفؒ نے "فإن قِيل" کے انداز سے اعتراض پیش کیا ہے، اور پھر "قُلنا" کے ذریعے اس کا مدلل جواب دیا ہے۔ یہ منہج نہایت مضبوط اور علمی طرزِ استدلال کی علامت ہے۔

.7اصولی اصطلاحات کی واضح تشریح:

مصنفؒ نے اصول فقہ کی مشکل اصطلاحات کو نہایت آسان، جامع اور مدلل انداز میں واضح کیا ہے۔ ساتھ ہی ان اصطلاحات کے وجوہِ تسمیہ بھی بیان کیے ہیں، جس سے طالب علم کے ذہن میں اصطلاح کا پورا پس منظر واضح ہو جاتا ہے۔

.8احادیثِ نبویؐ پر حکم کا بیان

جہاں بھی احادیث کا ذکر کیا گیا ہے وہاں شارحؒ نے ان پر تحقیقی حکم بھی درج کیا ہے کہ آیا یہ حدیث قابلِ عمل ہے یا نہیں۔ مثال کے طور پر ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں: "إن هذا الحديث لم يثبت في كتابٍ من كتب الصحاح" یعنی یہ حدیث کسی بھی کتابِ صحاح میں ثابت نہیں۔ (15)

یہ اس شرح کی تحقیقی گہرائی کی بہترین مثال ہے۔

.9لغوی تحقیق کا بھرپور استعمال:

بعض مشکلات کی توضیح کے لیے مصنفؒ نے لغات کا سہارا لیا ہے اور متن میں وارد الفاظ کی لغوی تحقیق پیش کی ہے۔ اس سے عبارت کے دقیق مفاہیم مزید واضح ہو جاتے ہیں۔

.10مسائل کی تقویت کے لیے اشعار کا استعمال:

بعض مواقع پر مسئلے کی توضیح یا دعویٰ کے اثبات کے لیے عربی اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ اسی طرح کتاب میں متعدد علمی نکات، دلائل اور تاریخی حوالہ جات بھی موجود ہیں جو شرح کو مزید خوبصورت اور مضبوط بناتے ہیں۔

ان تمام ویژگیوں کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ شارحؒ نے "فیوض الباری لاصول الشاشی" میں اپنی گہری علمی بصیرت، مہارت اور ذوقِ تحقیق کو بڑی خوبصورتی سے سمویا ہے۔ یہ شرح نہ صرف اسلوب نگارش کے اعتبار سے منفرد ہے بلکہ فنی حیثیت سے بھی اصول الشاشی کی نادر و قیمتی شروح میں شمار ہوتی ہے۔ اصولِ فقہ کے شائقین اور محققین اس شرح سے یقیناً فیض یاب ہوں گے اور یہ کتاب ان کی علمی پیاس بجھانے میں بھرپور کردار ادا کرے گی۔

اصولِ فقہ میں "فیوض الباری" کے مصادر و مراجع:

کسی بھی علمی تصنیف، شرح یا تالیف کی حقیقی قدر اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اس کے **مصادر و مراجع** معلوم ہوں۔ کیونکہ مصنف جو مواد پیش کرتا ہے، وہ عموماً خود ایجاد نہیں کرتا بلکہ یا تو پہلے سے موجود علمی ذخیرے سے ماخوذ ہوتا ہے یا وہی مفاہیم نئے انداز اور نئے پیرائے میں پیش کیے جاتے ہیں۔

اکثر مصنفین اپنے اقتباسات کا حوالہ واضح طور پر دیتے ہیں، لیکن بعض اوقات انہیں ایسا ضروری نہیں لگتا۔ بالخصوص **کتبِ شروح** میں صریح حوالہ جات کم ملتے ہیں، مگر تحقیق کرنے والا جب باریک بینی سے مطالعہ کرے تو اصل ماخذ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

زیرِ مطالعہ شرح **"فیوض الباری"** میں بھی متعدد مسائل اور دلائل پیش کیے گئے ہیں، تاہم اکثر مقامات پر اصل ماخذ کا براہِ راست ذکر نہیں ملتا۔ گہری تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ مصنفؒ نے کن بنیادی مراجع سے استفادہ کیا ہے۔

مثال کے طور پر فقہی دلائل کے ضمن میں ایک مقام پر مصنفؒ نے حدیث رسول ﷺ کا سہارا لیا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من سنّ سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده" ([16])

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ علمی کام یا تشریح میں آخذ سے استفادہ اور اس کی روشنی میں عمل کرنا اہمیت رکھتا ہے۔

تحقیق کے دوران راقم نے تمام اہم حوالہ جات کو **مناسب مقامات کے حواشی** (Footnotes) میں درج کیا تاکہ قاری اصل مراجع تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکے۔

1. قرآنِ مجید:

شارحؒ نے اپنی شرح میں سب سے پہلی بنیاد **کلام الٰہی** کو قرار دیا ہے۔ جہاں کسی مسئلے میں قرآنی دلیل کی حاجت ہوتی ہے وہاں مناسب آیات نقل کی گئی ہیں۔

2. احادیثِ رسول ﷺ:

دلائل کی تقویت کے لیے مصنفؒ نے متعدد مواقع پر احادیث کا سہارا لیا ہے۔ تحقیق کے دوران ان تمام احادیث کی باقاعدہ **تخریج و تحقیق** بھی کر دی گئی ہے۔

3. لغوی مراجع:

اصطلاحی تشریح اور لغوی وضاحت کے لیے مختلف **کتبِ لغت** سے مدد لی گئی ہے۔ مصنفؒ نے زبان و لغت کے پہلو سے کئی اصولی مسائل کو واضح کیا ہے۔

4. اصول فقہ کی بنیادی کتب:

مصنفؒ نے اصولی مباحث کی تشریح میں متعدد اصول فقہ کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے، خاص طور پر:

(الف)التلویح والتوضیح:

یہ کتاب شرح میں نمایاں طور پر استعمال ہوئی ہے، خصوصاً"خاص" اور اس نوعیت کے اصولی مباحث کی توضیح میں۔([17])

(ب)اصول الجصاص(الفصول):

جہاں امام شافعیؒ کے نقطۂ نظر سے اختلاف بیان کرنا مقصود ہو، وہاں مصنفؒ نے اس کتاب کی تشریحات سے مدد لی ہے۔ **مثلاً بابِ نہی** میں افعالِ حسیہ اور افعالِ شرعیہ کے فرق پر دلائل اسی مصدر سے لیے گئے ہیں۔

5.کشف الأسرار:

اصول الشاشی کی اس معتبر شرح سے بھی مصنفؒ نے متعدد جگہ اقتباسات لیے ہیں اور اصولی نکات بیان کیے ہیں۔

6.فصول الحواشی(شرح اصول الشاشی):

یہ کتاب "فیوض الباری" کے بڑے مراجع میں سے ہے۔ مختلف اصولی مسائل کی توضیح میں اس کی عبارتیں سامنے آتی ہیں، جنہیں مصنفؒ نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

7.فقہی اور متفرق علمی کتب:

شرح کے کئی مباحث ایسے بھی ہیں جن میں مصنفؒ نے فقہی ذخیرے سے رہنمائی حاصل کی ہے۔ اگرچہ مصنفؒ نے ان کا نام براہِ راست نہیں لکھا، لیکن اسلوبِ بیان اور ترتیب سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مواد مختلف فقہی کتب سے اخذ کردہ ہے۔

ان تمام نکات کا مجموعی جائزہ بتاتا ہے کہ **"فیوض الباری "**ایک عام شرح نہیں بلکہ وسیع علمی مطالعے، دقیق نظر اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ اس میں مصنفؒ نے مختلف اصولی، لغوی، فقہی اور حدیثی مصادر سے شاندار استفادہ کیا ہے، جس کی وجہ سے یہ شرح اہلِ علم کے لیے ایک قیمتی علمی سرمایہ بن گئی ہے۔

"فیوض الباری"اور اس کا ادبی و لسانی اسلوب:

شرح **"فیوض الباری لاصول الشاشی "** کے گہرے مطالعے سے اس کا ادبی رنگ اور لسانی انداز واضح طور پر آشکار ہوتا ہے۔ چونکہ یہ شرح عربی زبان میں لکھی گئی ہے، اس لیے اس کے مصنفؒ نے جہاں تک ممکن تھا، عربیت کے تمام بنیادی اصولوں، لغوی پہلوؤں اور اسالیبِ بیان کا خیال رکھا ہے۔ اگرچہ کہیں کہیں اختصار کی وجہ سے بعض مباحث پوری طرح کھل نہیں سکے، تاہم مجموعی طور پر شرح کا اسلوب مضبوط، علمی اور زبان دانی کی گہرائی کا مظہر ہے۔

ذیل میں اس کے ادبی طرز کے چند نمایاں پہلو بیان کیے جاتے ہیں:

1.لغوی باریکیوں اور عربی گرامر کا اہتمام:

شرح کے بے شمار مقامات پر مصنفؒ نے **لغوی مباحث** کو بڑے اہتمام سے بیان کیا ہے۔

کسی لفظ کے معنی واضح کرنے کے لیے وہ عربی لغت کی معتبر کتب سے استشہاد کرتے ہیں، اور لفظ کے اصل معنی، استعمال اور سیاق کے مطابق اس کی وضاحت پیش کرتے ہیں۔

.2دلائل میں اشعار کا استعمال:

بعض اوقات کسی لفظ یا ترکیب کے مفہوم کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے مصنفؒ نے **عربی اشعار** بھی بطور دلیل ذکر کیے ہیں۔ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ شارحؒ کی ادبی نظر عربی شاعری اور فصاحت وبلاغت پر بھی قائم تھی۔

.3ایک لفظ کے متعدد معانی کا احاطہ:

شرح کا ایک نمایاں اسلوب یہ ہے کہ اگر عربی میں کسی لفظ کے **کئی مفاہیم** ممکن ہوں تو مصنفؒ پہلے تمام معانی ذکر کرتے ہیں، پھر سیاق وسباق کے مطابق جو معنی مناسب ہو اسے منتخب کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر لفظ "**اصل** "کی شرح میں مصنفؒ نے پہلے اس کے متعدد معانی بیان کیے، پھر وہ مخصوص معنی اختیار کیا جو اصولی بحث کو واضح کرنے کے لیے ضروری تھا۔[18]

.4نحوی ترکیب کے ذریعے مفہوم کی وضاحت

اصول الشاشی کی بعض عبارتیں ایسی ہیں جن کے فہم میں **نحوی تجزیہ** ضروری ہو جاتا ہے۔

مصنفؒ نے مناسب مواقع پر نحوی پہلوؤں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے عبارت کے مراد کو نہایت علمی انداز میں واضح کیا ہے۔

مثلاً"**حروفِ معانی** "کے تحت لفظ "**أو** "کے مجازی معنی کی بحث میں انہوں نے بتایا ہے کہ دو جملوں میں اگر پہلا جملہ انشائی اور دوسرا خبری ہو تو "أو" حقیقی معنی کے بجائے **اباحت یا تخییر** پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ خبر کا انشاء پر عطف ممکن نہیں ہوتا۔[19]

یہ مثال اس بات کی دلیل ہے کہ شارحؒ نے عربی نحو کو صرف تذکرے تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے عبارت کی حقیقت سمجھانے کا مؤثر ذریعہ بنایا ہے۔

یہ تمام نکات مل کر اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہیں کہ "**فیوض الباری** "محض ایک شرح نہیں، بلکہ عربی زبان، لغت، گرامر اور اصولی مباحث کا حسین امتزاج ہے۔

مصنفؒ نے عربی زبان کے وقار اور فصاحت کا بھرپور خیال رکھتے ہوئے ایسا ادبی ولسانی اسلوب اختیار کیا ہے جس سے شرح نہ صرف علمی بنتی ہے بلکہ اپنی زبان کی شگفتگی اور سلاست کے اعتبار سے بھی ممتاز حیثیت اختیار کرتی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1]۔ سورۃ النساء، آیت:59

[2]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری .کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، حدیث7352.

[3]۔ رسالۃ وفاق المدارس شمارہ نمبر ا، ستمبر 2018۔ ص18،

[4]۔ یہ خطوط ہمیں کو میاں صاحب کے نواسے میاں محمد طارق شاہ کے مدد سے ان کے ذاتی لائبریری میں دیکھنے کو ملے۔

[5]۔ ابن منظور، لسان العرب، بیروت: دار صادر، 1419ھ/ 1998، ج2، ص456۔

[6]۔ سورۃ النمل، آیت 88

[7]۔ مولانا سعد اللہ کاکاخیل کے دیگر مخطوطات اب بھی اس کے نواسے میاں محمد طارق شاہ کے لائبریری میں موجود ہیں ان تمام مخطوطات کا تذکرہ میاں صاحبؒ کے علمی خدمات کے تحت درج ہے۔

[8]۔ درس نظامی ملا نظام الدین محمد سہالوی سے منسوب آٹھ سال پر مشتمل طریقہ تدریس و نصاب تعلیم و تدریس جو ملا نظام الدین نے مشرق کی دینی درسگاہوں کے لیے تیار کیا۔ مدنی، حسین احمد مدنی، نصاب مدنی ص19، اشاعت اکیڈمی پشاور۔

[9]۔ رامپوری، نجم الغنی حکیم مزیل الغواشی شرح اصول الشاشی، ص9، قاسم پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۷ء۔

[10]۔ سورۃ البقرہ، آیت 158۔

[11]۔ سکروڈوی، جمیل احمد، اجمل الحواشی ص5، کتب خانہ مظہری، ملتان 1999ء۔

[12]۔ سورۃ البقرۃ:42

[13]۔ فیوض الباری لاصول لاالشاشی (مخطوط) ص23۔

[14]۔ فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) ص186۔

[15]۔ فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) ص4۔

[16]۔ النیسابوری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث 2307۔

[17]۔ فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) 9

[18]۔ فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) ص5

[19]۔ فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) ص192۔